بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرعی مسائل
F.18-11-2016

آپ کے شرعی مسائل

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

پشت کی جانب موبائیل پر قرآن مجید کی تلاوت

سوال:- بعض لوگ مسجد کی دوسری، تیسری صفوں میں موبائیل پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، ایسی صورت میں پہلی صف کے مصلیوں کی پیٹھ قرآن کی طرف ہوتی ہے، کیا اس طرح قرآن مجید پڑھنا گناہ ہے؟ (نصیر احمد، وٹے پلی)

جواب:- قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے، اس لئے اس کا احترام واجب ہے، اور قصد واختیار سے اس کی بے احترامی باعث کفر ہے؛ لیکن کس فعل کو بے احترامی تصور کیا جائے؟ اس کے لئے تین باتیں معیار ہوسکتی ہیں: اول یہ کہ قرآن وحدیث میں اس فعل کو بے احترامی قرار دیا گیا ہو، دوسرے: اس فعل کو انجام دینے والے کی نیت بے احترامی کی ہو، تیسرے: لوگوں کے عرف میں اس کو بے احترامی سمجھا جاتا ہو، پھر بعض افعال تو وہ ہیں، جن کے بارے میں تمام علاقوں کا عرف یکساں ہوتا ہے، مثلاً: کسی کتاب کو قصداً پاؤں سے روندنا، غصہ کے ساتھ گندی جگہ پر پھینک دینا، اس کو ہر جگہ بے احترامی تصور کیا جاتا ہے، اگر کوئی بدبخت قرآن مجید کے ساتھ اس طرح کی بے ہودہ حرکت کرتا ہے تو اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، اور بعض افعال ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے بارے میں مختلف علاقوں کا الگ الگ عرف ہوتا ہے، تو جہاں اس عمل کو بے احترامی سمجھا جاتا ہو، وہاں اس کو بے احترامی سمجھا جائے گا، اور جہاں بے احترامی نہیں سمجھا جاتا ہے، اس کو بے احترامی نہیں سمجھا جائے گا، یا اس فعل کی جس شکل کو بے احترامی تصور کیا جاتا ہو، اسے بے احترامی سمجھا جائے گا اور دوسری شکلوں کا شمار بے احترامی میں نہیں ہوگا؛ چنانچہ فقہاء نے اپنے علاقہ کے عرف کو دیکھتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن کی طرف پاؤں پھیلائے اور قرآن مجید اس کے پاؤں کے برابر میں ہو تو یہ قرآن مجید کی بے احترامی ہے، اور اگر بلند جگہ پر ہو تو چاہے اسی سمت میں پاؤں پھیلائے، اس کا شمار بے احترامی میں نہیں ہوگا: ''**وفی الخلاصة: مد الرجلین إلی جانب المصحف إذا لم یکن بحذائه لا یکره، وکذا لو کان المصحف معلقاً بالوتد وهو ماد الرجلین إلی جانب المصحف لا یکره**'' (**حاشیة الطحطاوی**: ۱/۱۴۸، نیز دیکھئے: فتاویٰ ہندیہ: ۵/۳۲۲) — جہاں تک قرآن مجید کی طرف پشت کرکے بیٹھنے کی بات ہے تو میرے علم کے مطابق فقہاء نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے، بظاہر اس کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ ان کے علاقہ اور ان کے زمانہ میں اس کو بے احترامی نہیں سمجھا جاتا ہوگا، موجودہ زمانہ میں بھی اس سلسلہ میں ہر جگہ کا عرف یکساں نہیں ہے، اور نہ ہر شکل کے بارے میں یکساں عرف ہے تو جہاں قرآن مجید کی طرف پشت کرنے کو بے احترامی سمجھا جاتا ہے، وہاں اگر بے احترامی کے قصد سے ایسا کیا جائے تو کفر کا اندیشہ ہے اور اگر ایسا ارادہ نہ ہو تو کراہت ہوگی، اس حقیر کا خیال ہے کہ ہندوستان میں اگر پشت کے پیچھے قرآن مجید رِحل، بینچ یا میز پر رکھ کر یا اپنے ہاتھ میں اُٹھا کر پڑھا جائے تو اس کو بے احترامی نہیں سمجھا جاتا ہے، مساجد میں تلاوت اور درسگاہوں میں قرآن مجید کی تعلیم میں اس کی نوبت آتی رہتی ہے؛ لہٰذا اگر

کسی کی پشت کے پیچھے موبائیل ہاتھ میں رکھ کر قرآن مجید پڑھا جائے اور موبائیل زمین پر رکھی ہوئی حالت میں نہ ہو تو یہ بے احترامی میں شامل نہیں ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم

خفیہ طور پر نکاح کرنا

سوال:- حامد اور ہندہ ایک دوسرے کو چاہتے تھے، انھوں نے بغیر کسی اعلان وتشہیر کے دو گواہوں کے سامنے نکاح کرلیا، لوگوں کو اس کی اطلاع نہیں ہے، اب وہ آپس میں خفیہ طریقہ پر ملتے ہیں اور فون پر بات چیت بھی کرتے ہیں، کیا ان کا یہ عمل درست ہے؟ (احمد علی، ناندیر)

جواب:- اگر لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہوں اور دو مسلمان مرد یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتیں گواہ ہوں اور لڑکا لڑکی دونوں ان کے سامنے ایجاب وقبول کرلے، یا کسی اور کے ذریعہ کرالے تو شرعاً نکاح منعقد ہوگیا، اب ان دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تنہائی میں ملنا یا فون پر بات چیت کرنا گناہ نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ شوہر وبیوی ہیں؛ لیکن اس طرح خفیہ طور پر نکاح کرنا درست طریقہ نہیں ہے، یہ شریعت کی روح کے خلاف ہے، رسول اللہ ﷺ نے نکاح کے اعلان کا حکم دیا ہے اور مسجد میں تقریب نکاح رکھنے کی تلقین فرمائی ہے؛ کیوں کہ مسجد میں بہت سے لوگ موجود ہوتے ہیں: ’’**أعلنوا النكاح واجعلوه في المساجد**‘‘ (ترمذی، عن عائشة، حدیث نمبر: ۱۰۸۹) اسی لئے فقہاء نے نکاح کے مستحبات میں یہ بات لکھی ہے کہ نکاح کا اعلان ہونا چاہئے، نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا چاہئے اور نکاح جمعہ کے دن مسجد میں کیا جائے: ’’**ويندب إعلانه وتقديم خطبة وكونه في مسجد يوم الجمعة**‘‘ (درمختار: ۱۷۰/۱) ـــــ نکاح کے اعلان واظہار کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے بدگمانی نہیں ہوتی، خفیہ نکاح بدگمانی اور تہمت کے راستہ کو کھولتا ہے، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک نوجوان نے ایک لڑکی سے خفیہ طور پر شادی کرلی، دوسرے صاحب نے اس کے خلاف حضرت عمرؓ کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا کہ یہ شخص فلاں لڑکی کے پاس جاتا ہے، حضرت عمرؓ نے اس سے جواب طلب کیا، اس نے کہا کہ میں نے بہت ہی معمولی مہر پر نکاح کیا ہے، اس لئے میں نے اس کو مخفی رکھا ہے، حضرت عمرؓ نے اس کو نصیحت کی کہ نکاح کا اعلان کیا کرو اور تہمت لگانے والے کو معذور سمجھتے ہوئے اس پر تہمت لگانے کی سزا جاری نہیں فرمائی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ عن حسن، حدیث نمبر: ۱۶۳۹۷)

بینک انٹرسٹ سے انکم ٹیکس ادا کرنا

سوال:- ہندوستان میں انکم ٹیکس کی شرح بہت زیادہ ہے، ایسی صورت میں اگر کسی کے پاس بینک انٹرسٹ کی رقم موجود ہو تو کیا وہ اس کو انکم ٹیکس کی ادائیگی میں استعمال کرسکتا ہے؟ (عبدالوحید، ملے پلی)

جواب:- اگر کسی شخص نے سود حاصل کرنے کے لئے رقم فکس ڈپازٹ کرائی اور اس پر انٹرسٹ کی رقم حاصل ہوئی تو اس کو صدقہ کردینا ضروری ہے، اس کو کسی بھی طور پر اپنے استعمال میں لینا جائز نہیں؛ کیوں کہ یہ پیسہ حرام ہے، اور بالارادہ یہ حرام پیسہ حاصل کیا گیا ہے، اگر انکم ٹیکس میں اس کو ادا کرنے کی اجازت دی جائے تو اس سے اس حرام عمل کا راستہ کھل جائے گا، دوسری شکل یہ ہے کہ رقم تو کرنٹ یا سیونگ اکاؤنٹ میں رکھی، جس میں انٹرسٹ حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا؛ لیکن بینک نے خود اپنی طرف سے کچھ انٹرسٹ کی رقم دے دی، یا کسی قانونی مجبوری کے تحت رقم ڈپازٹ کرائی گئی اور اس پر انٹرسٹ کی رقم مل گئی تو اگر یہ بینک حکومت کا نہ ہو، پرائیوٹ ہو تو اس صورت میں بھی انٹرسٹ کی رقم کو بلانیت ثواب صدقہ کردینا ہی واجب ہوگا، اور اگر یہ سرکاری بینک ہو تو اب بھی اگرچہ انٹرسٹ کی رقم کو صدقہ کردینا ہی بہتر ہے؛ لیکن اس کو ٹیکس میں بھی ایسی رقم دینے کی گنجائش ہے؛ کیوں کہ مالِ حرام کا حکم یہ ہے کہ اس کو اصل مالک کو لوٹا دیا جائے، اور سرکار ہی اس رقم کی مالک ہے: ’’**لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه**‘‘ (ردالمحتار: ۳۸۵/۶) ’’... **ففي جميع الأحوال المال الحاصل له حرام عليه ولكن إن أخذه من غير عقد ولم يملكه يجب عليه أن يتصدق بمثل تلك الأموال على الفقراء**‘‘۔ (بذل المجهود، كتاب الطهارة، باب فرض الوضوء: ۱۴۷/۱)

کھانے کے وقت بیٹھنے کا مسنون طریقہ

سوال:- کھاتے وقت بیٹھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کا کیا عمل تھا؟ (حبیب الرحمن، ممبئی)

جواب:- صحیح و معتبر روایات میں کھانے کے وقت رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کا کوئی خاص طریقہ منقول نہیں ہے، صرف رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ میں اس طرح کھاتا ہوں، جس طرح غلام کھاتا ہے [illegible]‘‘ (مسند بزار، حدیث نمبر: ۵۷۵۲) اس سے اہل علم نے یہ بات اخذ کی ہے کہ کھانے کے وقت ایسی بیٹھک ہونی چاہئے، جس سے تواضع کا اظہار ہو؛ البتہ حضرت انسؓ سے منقول ایک ضعیف روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ کھانے پر بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے، (المغنی عن حمل الاسفار: ۱/۳۴۸) دوسرا طریقہ وہ ہے جس کا بیہقی کی ایک روایت میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ اُکڑوں بیٹھ کر کھاتے تھے، (بیہقی [illegible] الأکل متکأ، حدیث نمبر: ۱۴۲۸) تیسرا طریقہ وہ ہے جس کا علامہ ابن قیمؒ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ دونوں گھٹنوں پر بیٹھتے تھے اور بایاں پاؤں دائیں پاؤں کے اندر رکھتے تھے، یعنی دونوں پاؤں موڑ کر بیٹھتے تھے، اسی کو ’تورک‘ کہتے ہیں، (زاد المعاد: ۴/۲۰۲) یہ ساری روایتیں محدثین کے نزدیک ضعیف شمار کی گئی ہیں؛ البتہ چوں کہ یہ مستحب درجہ کا عمل ہے؛ اس لئے یہ روایات بھی عمل کے لئے کافی ہیں؛ البتہ اُکڑوں بیٹھنے میں چوں کہ قضاء حاجت کی مماثلت ہوتی ہے؛ اس لئے اس کو بعض علماء نے بہتر نہیں سمجھا ہے۔

جیب میں فوٹو آئی ڈی رکھ کر نماز ادا کرنا

سوال:- آج کل فوٹو آئی ڈی کی بڑی اہمیت ہوگئی ہے، ہر جگہ اس کی ضرورت پڑتی ہے، اسی حالت میں نماز کا وقت بھی آجاتا ہے تو کیا اس حال میں نماز ادا کی جاسکتی ہے کہ اس کے جیب میں فوٹو آئی ڈی ہو؟ (احمد علی، سلطان شاہی)

جواب:- فقہاء نے غالباً ایسی ہی ضرورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے چھوٹی اور بڑی تصویروں میں فرق کیا ہے، اور ایسی تصویریں جو کرنسی اور سکوں پر ہوتی ہے، ان کے بارے میں لکھا ہے کہ اگر وہ چھپائی ہوئی حالت میں رکھی جائیں تو نماز بلا کراہت درست ہوجائے گی: ’’و لا [illegible]‘‘ (رد المحتار [illegible] فیہا: ۱/۶۴۸) —— اس لئے اگر جیب میں آئی ڈی یا پاسپورٹ ہو تو نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

کیا گری ہوئی چیز کو پانے والا اس کو اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرسکتا ہے؟

سوال:- ایک صاحب کو روپے کی ایک تھیلی راستہ میں گری ہوئی مل گئی، وہ صاحب خود تو مالدار و خوشحال آدمی ہیں؛ لیکن ان کے بھائی بہن بہت غریب ہیں، کیا ان کے لئے گنجائش ہے کہ وہ ان پیسوں کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردیں؟ (محفوظ الرحمن، بنگلور)

جواب:- جو گرا پڑا مال مل جائے، اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو اس کے مالک تک پہنچانے کی کوشش کی جائے، اس کا اعلان کیا جائے، اگر کوئی ایسا ادارہ ہو، جہاں گمشدہ چیزیں جمع کی جاتی ہوں، اور جس کا سامان گم ہوجاتا ہو، وہ وہاں آکر اپنی چیزیں حاصل کرلیتا ہو تو وہاں جمع کرا دیا جائے، جیسے: امانت گھر، پوسٹ آفس، پولیس اسٹیشن وغیرہ، جہاں حکومت کی طرف سے گمشدہ چیزوں کے جمع کرانے کا انتظام ہو؛ کیوں کہ یہ بھی گمشدہ چیز کے اعلان کرنے کے حکم میں ہے، اگر اصل مالک کا پتہ نہ چلے تو اسے صدقہ کردیا جائے گا؛ البتہ اگر وہ شخص محتاج ہو تو وہ خود بھی

استعمال کرسکتا ہے، اور دوسروں پر بھی صدقہ کرسکتا ہے؛ لہٰذا اگر اس کے والدین اور بھائی وغیرہ مستحق ہوں تو ان پر بھی خرچ کرسکتا ہے: ’’إن کان المل[illegible]فی ‘‘ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب اللقطۃ: ۲۹۱/۲) البتہ اگر پایا ہوا مال صدقہ کردیا جائے اور بعد میں اصل مالک دریافت ہوگیا اور اس نے اپنے مال کا مطالبہ کیا تو اس کو اس کا مال واپس کرنا واجب ہوگا، چاہے وہ مال کسی فقیر ہی پر صدقہ کیوں نہ کیا گیا ہو: ’’و[illegible]ازتہ‘‘۔ (بدائع الصنائع، کتاب اللقطۃ: ۳۳۵/۸)

☆ ☆ ☆